ریفرینس نمبر: NRL0546 تاریخ: 03-07-2026

کیا ذابح کے مسلمان ہونے کا علم کافی ہے یا اس کے عقائد کی تفصیل معلوم ہونا بھی ضروری ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی جگہ سلاٹر ہاؤس کی مکمل تحقیق ہم نے کر لی کہ وہ شریعت کے اعتبار سے صحیح طریقے پر ذبح کرتے ہیں، ذبح کرنے والے بھی مسلمان ہیں۔ لیکن ذبح کرنے والوں کے عقائد و نظریات کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ کیا صحیح العقیدہ مسلمان ہیں؟ کہیں بد مذہب یا یا مرتد تو نہیں۔ اگر اس کے بارے میں تفتیش نہیں کی گئی، تو کیا ذبیحہ حلال ہو گا یا نہیں؟ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بد مذہب یا مرتد ہو۔ نیز بالفرض ہم نے تحقیق کر لی، لیکن کل کو سلاٹر ہاؤس والے ذابح کو بدل بھی سکتے ہیں، اگرچہ وہ رکھیں گے تو مسلمان ہی لیکن ہمیں اس کے عقیدے کا پتا نہیں ہو گا، تو ایسی صورت میں کیا حکم ہو گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سوال کا جواب جاننے سے پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ شریعتِ مطہرہ نے ہمیں ظاہر کا مکلف کیا ہے۔

جب کوئی شخص اپنا مسلمان ہونا بتا رہا ہو اور کوئی ایسی واضح دلیل یا علامت بھی نہ ہو جس سے اس کی غلط بیانی ثابت ہو تو اب ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے اس پر مسلمانوں والے احکام ہی جاری ہوں گے، جب تک کہ یقین یا ظنِ غالب کے طور پر اس شخص کا کافر و مرتد ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ دینِ اسلام حتی الامکان امور کو درستی پر محمول کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جب کسی کام کا درست طریقے پر ہونا معلوم ہو گیا تو محض شک و شبہ کی وجہ سے اسے حرام نہیں کہہ سکتے۔

اس تفصیل کو جاننے کے بعد پوچھی گئی صورت کا حکم یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اس کمپنی کا مکمل طریقہ کار وغیرہ دیکھ کر شریعت کے مطابق ہونے کا اطمینان حاصل کر لیا (اس تفصیل کے مطابق جو مجلس تحقیقات شرعیہ کے فیصلے بنام "مسلم کمپنی کے پیک شدہ گوشت کا شرعی حکم" میں بیان ہوئی) اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ کمپنی اس بات کا التزام کرتی ہے کہ ذبح کرنے والا ہمیشہ مسلمان ہی ہو تو اس کے بعد جب تک کسی واضح دلیل سے ذبح کرنے والوں کا "مرتد" یا "غیر کتابی کافر" ہونا ثابت نہ ہو جائے، تب تک صرف شک کی وجہ سے ایسے سلاٹر ہاؤس کا ذبیحہ حرام نہیں ہو گا، بلکہ وہ حلال ہی شمار ہو گا اور اس کا کھانا بلاشبہ جائز ہو گا۔ کیونکہ ہماری شریعت یہ کہتی ہے کہ جب ذابح کا مسلمان ہونا معلوم ہو تو اس کے ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے ذبح وغیرہ افعال کو درستی پر ہی محمول کیا جائے گا۔ ایسے مقام پر بغیر کسی دلیل و قرینے کے جو شکوک و شبہات پیدا ہوں ان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اس کی ایک نظیر فقہائے کرام کا بیان کردہ یہ مسئلہ ہے کہ کسی نے مسلمانوں کے بازار سے گوشت خریدا تو ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے اسے کھانا جائز ہے، اگرچہ اس میں یہ احتمال تو ہو ہی سکتا ہے کہ یہ مجوسی کا ذبیحہ ہو۔ یوں ہی فقہائے کرام نے کتابی کے ذبیحہ کو اسی وقت حرام قرار دیا جب ذبح کرتے ہوئے اسے غیر اللہ کا نام لیتے ہوئے سنے، ورنہ حرام نہیں ہو گا اگرچہ اس نے ہمارے سامنے ذبح نہ کیا ہو۔ حالانکہ یہاں بھی یہ احتمال موجود ہے کہ اس کتابی نے ذبح کے وقت درست تکبیر نہ کہی ہو۔ نیز حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی کتابی کا ذبیحہ بغیر تفتیش کئے تناول فرمایا ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ بلا دلیل احتمالات کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اگر بغیر کسی دلیل کے پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا اعتبار کیا جائے پھر تو صحیح العقیدہ سنی مسلمان، جو نماز و روزے کا پابند ہو اس کے متعلق بھی شک ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے اس نے ماضی میں کوئی صریح کلمہ کفر بول دیا ہو اور توبہ

---

(1) واضح رہے کہ فی زمانہ کتابی کے ذبیحہ میں کچھ مزید تفصیل ہے جو آگے آ رہی ہے۔

کیے بغیر جانور ذبح کر رہا ہو یا یہ شک ہو سکتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو۔ لیکن جیسے ان شبہات کا ظاہر کے خلاف ہونے کی وجہ سے کوئی اعتبار نہیں اسی طرح مسلمان ذابح کا بد عقیدہ ہونے کا احتمال اور شبہہ بھی ظاہر کے خلاف ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں اور ایسے احتمال و شبہہ کی وجہ سے ذبیحہ حرام یا ممنوع نہیں ہو گا۔

ہاں اگر ذابح کے کفریہ بد عقیدگی میں ملوث ہونے کی کوئی علامت و قرینہ ہو یا وہاں غالب اکثریت ایسے بد عقیدہ لوگوں کی ہو تو وہاں تفتیش کر لینے کا حکم ہو گا۔ (واضح رہے کہ ہر بد عقیدہ کا ذبیحہ بھی حرام نہیں ہوتا بلکہ اس بد مذہب کا ذبیحہ حرام ہوتا ہے جس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچ چکی ہو۔)

درج بالا باتوں سے متعلق شرعی نصوص اور علماء کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

شریعتِ مطہرہ نے ہمیں صرف ظاہر کا مکلف بنایا ہے، جب کوئی شخص اپنا مسلمان ہونا بتا رہا ہو تو ظاہرِ حال کا اعتبار کریں گے، اور اس کے لیے مسلمانوں والے ہی احکام جاری ہوں گے۔ اس بات کی تعلیم ہمیں حدیثِ مبارک سے ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، ہم صبح صبح قبیلہ جہینہ کی بستیوں پر پہنچے، میں ایک آدمی تک پہنچا تو اس نے "لا إله إلا الله" کہا، لیکن میں نے اسے نیزہ مار دیا، مجھے اس واقعے سے متعلق کچھ تردد تھا، چنانچہ میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أقال: لا إله إلا الله، وقتلته؟ قال: قلت: يا رسول الله، إنما قالها خوفا من السلاح، قال: أفلا شققت عن قلبه حتى تعلم أقالها أم لا؟ فما زال يكررها علي حتى تمنيت أني أسلمت يومئذ." ترجمہ: کیا اس نے "لا إله إلا الله" کہا تھا اور پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو صرف ہتھیار کے خوف سے کلمہ کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے

دل سے کہا تھا یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی جملہ مجھ سے دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا۔

(صحیح مسلم، جلد01، صفحہ67، دار الطباعۃ العامرۃ، الترکیا)

اس حدیث کے تحت علماء نے واضح فرمایا کہ ہمیں ظاہر کا مکلف کیا گیا ہے۔ ظاہر کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو تو باطنی امور پر احکام کی بنا نہیں رکھی جائے گی۔ چنانچہ مذکورہ حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "قال النووي: معناه أنك إنما كلفت بالعمل بالظاهر وما ينطق به اللسان، وأما القلب فليس لك طريق إلى معرفة ما فيه، فأنكر عليه امتناعه من العمل بما يظهر باللسان فقال: هلا شققت عن قلبه لتنظر هل قالها بالقلب واعتقدها وكانت فيه، أم لم تكن فيه بل جرت على اللسان فحسب يعني: فأنت لست بقادر على هذا، فاقتصر على اللسان ولا تطلب غيره، وفيه دليل للقاعدة المعروفة في الفقه والأصول أن الأحكام يحكم فيها بالظواهر، والله تعالى يتولى السرائر." ترجمہ: امام نووی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اے اسامہ! تمہیں صرف ظاہر کا مکلف بنایا گیا ہے اور اس کا جسے زبان بیان کرتی ہے، دل میں کیا ہے تمہیں اس کی معرفت نہیں۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ان شخص کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کے ظاہر کا اعتبار نہ کرنے پر انکار کیا، اور فرمایا: تم نے اس کا دل کیوں نہ چیر دیا تاکہ تم جانتے کہ وہ دل سے ایمان لایا اور اس کا اعتقاد رکھا یا اس کے دل میں ایمان ہی نہیں تھا، بلکہ محض زبانی کہہ رہا تھا؟ پس تم اس بات کا علم حاصل کرنے پر قادر نہیں، اس لیے زبان سے جو کہا جائے اسی پر اکتفا کرو اور اس کے علاوہ (باطن) کی ٹوہ میں نہ پڑو۔ اس حدیث سے فقہ اور اصولِ فقہ کے اس معروف قاعدے کی بھی دلیل ملتی ہے کہ احکام کا فیصلہ ظاہری امور کی بنا پر کیا جاتا ہے، جبکہ پوشیدہ امور کا والی اللہ ہی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد06، صفحہ2260، دار الفکر، بیروت)

یونہی امام قاضی خان رحمہ اللہ تعالی شرح الزیادات میں فرماتے ہیں :"العمل بالظاهر واجب مالم یعارضه دلیل فوقه." ترجمہ: ظاہرِ حال کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، جب تک اس کے خلاف اس سے زیادہ مضبوط کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(شرح الزیادات لقاضی خان، جلد06، صفحہ2011، مطبوعہ کراچی)

امور کو حتی الامکان درستی پر ہی محمول کیا جائے گا جب تک یقین یا ظنِ غالب کے ساتھ خطا ہونا ثابت نہ ہو۔ چنانچہ البحر الرائق میں ہے:"أمره محمول على الصلاح حتى يتبين الخطأ بيقين أو بغالب الظن." ترجمہ: کسی شخص کے معاملے کو درستی پر محمول کیا جاتا ہے، جب تک کہ یقین یا ظنِ غالب کے ساتھ غلطی ثابت نہ ہو جائے۔

(البحرالرائق، جلد01، صفحہ308، دارالکتاب الاسلامی، بیروت)

جو اپنا مسلمان ہونا بتائے تو اس پر مسلمانوں والے احکام لگیں گے جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو اگرچہ باطنی طور پر اس کا بد عقیدہ ہونا ممکن ہے۔ تفسیر احکام القرآن للجصاص میں ہے:" أن من أظهر القول بالتوحيد وتصديق الرسول صلى الله عليه وسلم كان حكمه حكم المسلمين مع جواز اعتقاده للتشبيه المضاد للتوحيد." ترجمہ: جو شخص توحید اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار ظاہر کرے تو اس کا مسلمانوں والا ہی حکم ہوتا ہے، اگرچہ ممکن ہے کہ اس کا تشبیہ والا عقیدہ (ایک گمراہ عقیدہ) ہو جو کہ توحید کے منافی ہے۔

(أحكام القرآن للجصاص، جلد01، صفحہ154، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

ذبح اور گوشت کے باب میں ظاہر کا اعتبار کرنے اور امور کو درستی پر محمول کرنے کے متعلق جزئیات:

نئے نئے مسلمان ہونے والے کا ذبیحہ اور شبہ کا معاملہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ ہمارے لئے گوشت بھیجتے ہیں حالانکہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے اللہ کا نام لیا یا نہیں تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں وہ گوشت کھانے کی اجازت دی۔ علماء نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے حال کو صلاح (درستی) پر ہی محمول کیا جائے گا اگرچہ وہ جاہل ہو۔ لہذا مسلمان کا ذبیحہ ہمیشہ حلال ہی تصور ہو گا جب تک ذبح کا خلافِ شریعت ہونا ثابت نہ ہو جائے اور اس معاملے میں جو شک وشبہ بغیر کسی دلیل کے پیدا ہو، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔

چنانچہ بخاری شریف کی حدیث مبارک ہے: "عن عائشة رضي الله عنها: «أن قوما قالوا للنبي صلى الله عليه وسلم: إن قوما يأتونا باللحم لا ندري أذكر اسم الله عليه أم لا، فقال: سموا عليه أنتم وكلوه» قالت: وكانوا حديثي عهد بالكفر." ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم خود بسم اللہ پڑھو اور اسے کھالو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے۔

(صحيح البخاري، جلد 07، صفحه 92، دار طوق النجاة، بيروت)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ "التمہید" میں لکھتے ہیں: "هذا الحديث من الفقه: أن ما ذبحه المسلم ولم يعرف هل سمى الله عليه أم لا، أنه لا بأس بأكله، وهو محمول على أنه قد سمى، والمؤمن لا يظن به إلا الخير، وذبيحته وصيده أبدا محمول على السلامة حتى يصح فيه غير ذلك؛ من تعمد ترك التسمية ونحوه." ترجمہ: یہ حدیث فقہ کے باب سے ہے (اس حدیث پاک سے ایک مسئلہ معلوم ہوا) کہ مسلمان کے ذبح کیے ہوئے جانور کے بارے میں اگر معلوم نہ ہو کہ اس نے تسمیہ پڑھی تھی یا نہیں، تو اس کے کھانے میں حرج نہیں ہے اس معاملے کو اسی بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس نے تسمیہ پڑھی ہو گی۔ مؤمن کے بارے میں اچھا گمان ہی رکھا جاتا ہے اور اس کا ذبیحہ اور شکار ہمیشہ درست ہی تصور کیا جائے گا حتٰی کہ اس کے خلاف کوئی بات ثابت ہو جائے،

مثلاً جان بوجھ کر تسمیہ چھوڑ دینا وغیرہ۔
(التمهيد لابن عبد البر، جلد 14، صفحہ 319، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی، لندن)

مسلمانوں کے بازار سے ملنے والا گوشت اور شبہ کا معاملہ

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ کسی نے مسلمانوں کے بازار سے گوشت خریدا تو ظاہر کا اعتبار کرتے ہوئے اسے کھانا جائز ہے اور اسے مسلمان کا ذبیحہ ہی تصور کیا جائے گا اگرچہ اس بات کا وہم ہو کہ یہ مجوسی کا ذبیحہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ المبسوط للسرخسی میں ہے: "من اشترى لحما في سوق المسلمين يباح له التناول بناء على الظاهر، **وإن كان يتوهم أنه ذبيحة مجوسي.**" ترجمہ: کوئی شخص مسلمانوں کے بازار سے گوشت خریدے تو ظاہری حالت کی بنا پر اس کے لیے اسے کھانا جائز ہے، اگرچہ اسے یہ وہم ہو کہ شاید یہ کسی مجوسی کا ذبیحہ ہو۔
(المبسوط للسرخسي، جلد 11، صفحہ 238، دار المعرفة، بيروت)

یہودی کا ذبیحہ اور شبہ کا معاملہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودیہ کی طرف سے ملنے والا گوشت کا ہدیہ بغیر کسی تفتیش کے قبول فرمایا اور اس میں سے کھایا۔ علماء نے فرمایا کہ اس حدیث ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کا طعام حلال ہوتا ہے اس سے بغیر کسی تفتیش کے کھانا لے کر استعمال کرنا جائز ہے۔[2] نیز اس سے یہ

---

(2) موجودہ دور کے نصاری (عیسائیوں) کی اکثریت خدا کی منکر اور دہریہ ہو چکی ہے۔ نیز اب وہ شرعی ذبح کا التزام بھی نہیں کرتے اس لئے نصاری سے ملنے والا گوشت حلال شمار نہیں ہوگا اور یہودی اگرچہ ذبح کا التزام کرتے ہیں لیکن معلومات کے مطابق وہ ذبح کے وقت ہر جانور پر اللہ کا نام لینا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ ایک تکبیر سے ہی متعدد جانور ذبح کرنے کو درست سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہر جانور کے ذبح کے وقت جداگانہ اللہ کا نام لینا ضروری ہوتا ہے ورنہ جانور حلال نہیں ہوتا۔ لہذا ان کی طرف سے ملنے والا گوشت بھی کھانے کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر کسی کتابی کے متعلق کنفرم معلوم ہو کہ وہ دہریہ نہیں بلکہ واقعی اہل کتاب میں سے ہے اور فلاں خاص جانور اس نے اللہ کا نام لے

بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاملات کو اصل اور ظاہرِ حال کے اعتبار سے حتی الامکان درستی پر ہی محمول کیا جائے گا جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

چنانچہ بخاری شریف کی حدیثِ مبارک ہے:"عن أنس بن مالك رضي الله عنه: «أن يهودية أتت النبي صلى الله عليه وسلم بشاة مسمومة فأكل منها، فجيء بها، فقيل: ألا نقتلها؟ قال: لا ." ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر آلود بکری لے کر آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ پھر اس عورت کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا گیا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

(صحيح البخاري، جلد03، صفحه163، دار طوق النجاة، بيروت)

مذکورہ بالا حدیث مبارک کی شرح بیان کرتے ہوئے عمدۃ القاری میں ہے:"وفي الحديث دلالة على أكل طعام من يحل أكل طعامه، دون أن يسأل عن أصله. وفيه: حمل الأمور على السلامة حتى يقوم دليل على غيرها، وكذلك حكم ما بيع في سوق المسلمين، وهو محمول على السلامة حتى يتبين خلافها." ترجمہ:" اس حدیث مبارک میں اس بات پر دلالت ہے کہ جس شخص کا دیا ہوا کھانا شرعاً حلال ہو، وہ کھانا اس کی اصل کے بارے میں پوچھ گچھ کیے بغیر کھایا جا سکتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاملات کو درستی پر ہی محمول کیا جائے گا جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اسی طرح مسلمانوں کے بازار میں فروخت کی جانے والی اشیاء کا بھی یہی حکم ہے کہ انہیں صحیح سمجھا جائے گا، یہاں تک کہ ان کے خلاف

کر ہاتھ سے ذبح کیا ہے تو اب یہ ذبیحہ حلال ہو گا۔ مزید معلومات کے لئے مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "مشینی ذبیحہ کا حکم" کے صفحہ 32 اور 83 سے 99 تک کا مطالعہ کیجیے۔

کوئی واضح دلیل ثابت ہو جائے۔
(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، جلد 13، صفحه 171، دار الفكر، بيروت)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ کشف المشکل میں لکھتے ہیں: ”الظاهر من المسلم والكتابي أنه يسمي، فيحمل أمره على أحسن أحواله، **ولا يلزمنا سؤاله عن هذا.** “ترجمہ: **مسلمان اور** اہلِ کتاب کے بارے میں ظاہر حال یہی ہے کہ وہ (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیتے ہیں، لہٰذا ان کے معاملے کو ان کی بہترین حالت پر محمول کیا جائے گا، اور ہم پر اس کی تفتیش کرنا لازم نہیں۔
(كشف المشكل من حديث الصحيحين، جلد 04، صفحه 385، دار الوطن، الرياض)

فقہائے کرام نے کتابی کے ذبیحہ کو اسی وقت حرام قرار دیا جب ذبح کرتے ہوئے اسے غیر اللہ کا نام لیتے ہوئے سنے۔ اگر کچھ نہیں سنا اور نہ ہی دیکھا تو وہ گوشت حلال ہے۔

چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: ”إنما تؤكل ذبيحة الكتابي إذا لم يشهد ذبحه ولم يسمع منه شيء أو سمع وشهد منه تسمية الله تعالى وحده؛ لأنه إذا لم يسمع منه شيئا يحمل على أنه قد سمى الله تبارك وتعالى وجرد التسمية تحسينا للظن به كما بالمسلم.“ ترجمہ: اہلِ کتاب کا ذبیحہ اسی وقت کھایا جائے گا جب ذبح کے وقت اسے نہ دیکھا گیا ہو اور نہ اس سے کوئی کلمہ سنا گیا ہو یا اگر سنا گیا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ کا نام سنا ہو۔ اس لیے کہ جب اس سے کچھ نہ سنا جائے تو حسنِ ظن کی بنا پر یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیا ہو گا اور تسمیہ کو خالص رکھا ہو گا، جیسا کہ مسلمان کے متعلق گمان کیا جاتا ہے۔
(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد 05، صفحه 46، دار الكتب العلمية، بيروت)

تفتیش و چھان بین کہاں ضروری ہے؟

ذابح کے عقائد کی تفتیش اس صورت میں لازم ہو گی جب مقام، مقامِ شبہ ہو جیسے کسی نے ذابح کے متعلق ایسی خبر دی کہ وہ کفریہ بدعقیدگی میں ملوث ہے یا وہاں غالب آبادی ایسے لوگوں کی

ہے۔ ورنہ کوئی وجہِ شبہ نہ ہو تو تفتیش کی بھی حاجت نہیں۔

جیسا کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب یہ سوال ہوا کہ سفر میں امام کے عقائد کی تصدیق کی ضرورت ہے یا نہیں؟ تو آپ نے اس طرح جواب ارشا فرمایا: ”اگر محلِ شُبہ ہو تو پھر ضرورت ہے۔ جیسے کسی نے امام کے بد عقیدہ ہونے کی خبر دی اگرچہ خبر دینے والا عادل نہ ہو بلکہ مستور الحال ہو تو تحقیق کرنی ہو گی۔ یا وہ بستی ہی بد عقیدہ لوگوں کی ہے تو تحقیق کرنی ہو گی۔ ورنہ اگر کوئی وجہِ شُبہ نہیں تو بغیر تفتیش کے اس امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ پھر اگر بعد میں اس کا بد عقیدہ ہونا ثابت ہو تو اعادہ فرض ہے۔“(ملخصاً)

(فتاوی رضویہ، جلد06، صفحہ617، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں: ”جب تک خاص اس شَے میں جسے استعمال کرنا چاہتا ہے کوئی مظنہ قویہ حظر وممانعت کا نہ پایا جائے، **تفتیش و تحقیقات کی بھی حاجت نہیں**، مسلمان کو روا کہ اصل حل وطہارت پر عمل کرے اور یمکن ویحتمل وشاید ولعل کو جگہ نہ دے۔۔۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ شبہہ کی جگہ **تفتیش وسوال بہتر ہے جب اس پر کوئی فائدہ مترتب ہوتا سمجھے**۔۔۔ اور یہ بھی اسی وقت تک ہے جب اس احتیاط وورع میں کسی امر اہم وآکد کا خلاف نہ لازم آئے کہ شرع مطہر میں مصلحت کی تحصیل سے مفسدہ کا ازالہ مقدم تر ہے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد04، صفحہ512،514،526، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کا کلام ہم نے مختصراً نقل کیا ہے۔ تفصیل دیکھنی ہو تو فتاوی رضویہ کا یہ مقام دیکھا جا سکتا ہے۔

کس بد عقیدہ کا ذبیحہ حرام ہے؟

واضح رہے کہ ہر بد عقیدہ کا ذبیحہ حرام نہیں ہوتا۔ بلکہ اسی بد عقیدہ کا ذبیحہ حرام ہوتا ہے جس کے عقیدے کی خرابی کفریہ حد تک ہو اور وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہو۔ جیسا کہ

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”جس بد مذہب کا عقیدہ حد کفر تک پہنچا ہو، جیسے نیچری کہ وجودِ ملائکہ ووجودِ جن ووجودِ شیطان ووجودِ آسمان وصحتِ معجزاتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وحشر ونشر وجنت ونار بطورِ عقائد اسلام وغیرہا بہت ضروریات دینیہ سے منکر ہیں۔۔۔وعلی ہذالقیاس جو بد مذہب ضروریات دینِ اسلام میں سے کسی عقیدہ کا منکر ہو یا اس میں شک کرے یا تاویلیں گھڑے، باجماع تمام علماء اسلام وہ سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔۔۔اس قسم کے ہر بد مذہب کا ذبیحہ مردار وحرام۔۔۔ہاں جو مذہب دین اسلام کی ضروری باتوں سے کسی بات میں شک نہ کرتا ہو، صرف ان سے نیچے درجہ کے عقیدوں میں مخالف ہو۔۔۔وہ اگرچہ گمراہ ہے کافر نہیں اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ 245و246، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

کتبــــــــــــــــــــــــہ

محمد ساجد عطاری

17محرم الحرام1447ھ/03جولائی2026ء

فوڈز، ڈرنکس، کاسمیٹکس اور دیگر مصنوعات کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے آپ حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل کا وزٹ کر سکتے ہیں یا ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں

halal@daruliftaahlesunnat.net

ایڈریس: E1،171 بلاک، جامع مسجد فیضان نوری رضوی جوہر ٹاؤن، لاہور پاکستان